170606 ـ غصہ كى حالت ميں طلاق دينا اور طلاق پر گواہ مقرر كرنا

سوال

ميں نے نيا نيا اسلام قبول كيا اور اسى طرح نيا اسلام قبول كرنے والى عورت سے شادى كى ہے، ہمارى شادى كوتين ماہ ہوئے ہيں، اسلام قبول كرنے سے قبل بھى ہم اكٹھے تھے، بعض اوقات ہمارے درميان اختلافات اس قدر ہو جاتے ہيں كہ شدت غضب كى بنا پر ہم ايسے كلمات كہہ جاتے ہيں جن كا ارادہ تك نہيں ہوتا.
بعض اوقات شدت غضب ميں اپنى بيوى كو طلاق كے الفاظ بھى كہتا ليكن ميرا ارادہ نہيں ہوتا تھا، بعد ميں مجھے علم ہوا كہ اگر يہ تين بار كہہ ديا جائے تو طلاق ہو جاتى ہے مجھے يہ علم ہے كہ اگر تين بار طلاق كے الفاظ بولے جائيں تو يہ ايك طلاق شمار ہوتى ہے.
ليكن لوگ كہتے ہيں كہ ميں اپنى بيوى كو چھوڑ دوں اور وہ كسى اور شخص سے شادى كرے اور وہ شخص اس سے جماع كر كے اسےطلاق دے يا پھر مر جائے تو ہم دوبارہ شادى كر سكتے ہيں، ليكن ہم اسے غير اسلامى فعل سمجھتے ہيں برائے مہربانى آپ اس مسئلہ كى كتاب و سنت كى روشنى ميں وضاحت كريں.
ميں نے سورۃ الطلاق ميں پڑھا ہے كہ طلاق ميں دو گواہ ہونے چاہييں اور رجوع ميں بھى، اور ابو داود كى حديث بھى اس كى تائيد كرتى ہے ؟
ميں نے جتنى بار بھى طلاق كے الفاظ كہے ميرى طلاق مراد نہ تھى اور پھر ميں غصہ كى حالت ميں تھا ميں حلال طريقہ سے ايك مسلمان خاندان بنا كر زندگى بسركرنا چاہتا ہوں. اللہ تعالى آپ كو جزائے خير عطا فرمائے.

پسنديدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

حالت غضب ميں دى گئى طلاق:

اگر طلاق دينے والے شخص كا غصہ اور غضب اس حد تك پہنچ جائے كہ اسے سمجھ ہى نہ آئے وہ كہہ كيا رہا ہے يا پھر غصہ اتنا شديد ہو جو اسے طلاق دينے پر ابھارے كہ اگر غصہ نہ ہوتا تو وہ طلاق نہ ديتا تو اس حالت ميں دى گئى طلاق واقع نہيں ہو گى، اس كى تفصيل سوال نمبر (45174) كے جواب ميں بيان ہو چكى ہے آپ اس كا مطالعہ كريں.

دوم:

ايك ہی مجلس ميں تين طلاق كے متعلق فقہاء كرام كا اختلاف پايا جاتا ہے، ليكن راجح يہی ہے كہ اس سے ايك طلاق واقع ہوتی ہے، چاہے ايك ہی كلمہ ميں تين طلاق دی جائے مثلا تجھے تين طلاق، يا پھر تين عليحدہ عليحدہ كلمات مثلا تجھے طلاق تجھے طلاق تجھے طلاق كے الفاظ بولے جائيں اور اسی طرح اگر كوئی شخص طلاق دے اور دوران عدت رجوع كرنے سے قبل ہی دوبارہ طلاق دے تو صرف ايك ہی طلاق واقع ہوگی؛ كيونكہ طلاق تو عقد نكاح يا پھر رجوع كرنے كے بعد ہوتی ہے.

مزيد آپ سوال نمبر (96194) كے جواب كا مطالعہ كريں.

سوم:

نہ تو طلاق ميں گواہ بنانےكی شرط ہے اور نہ ہی گواہ بنانا واجب اور ضروری، اس ليے جس شخص نے بھی طلاق كے الفاظ بولے اس كی طلاق واقع ہو جائيگی، چاہے بيوی پاس موجود نہ بھی ہو، يا پھر اس كے پاس كوئی اور شخص نہ بھی ہو اور وہ اكيلا ہی طلاق دے تو طلاق واقع ہو جائيگی.

اور اسی طرح اگر كسی شخص نے خط يا كاغذ ميں طلاق دينے كی نيت سے طلاق لكھی تو طلاق واقع ہو جائيگی.

طلاق ميں گواہ بنانے كی عدم شرط پر اجماع بيان كيا گيا ہے.

امام شوكانی رحمہ اللہ رجوع ميں گواہ بنانے كے مسئلہ پر كہتے ہيں:

" گواہ بنانے كے عدم وجوب كے دلائل ميں يہ شامل ہے كہ: طلاق ميں گواہ بنانے كی عدم شرط پر اجماع ثابت ہے، جيسا كہ امام الموزعی نے " تيسير البيان " ميں بيان كيا ہے، اور رجوع اس كا قرينہ ہے، اس ليے اس ميں بھی گواہ بنانا واجب نہيں جس طرح اس ميں واجب نہيں ہے " انتہی

ديكھيں: نيل الاوطار (6 / 300).

اللہ سبحانہ و تعالی نے طلاق اور رجوع ميں گواہ بنانے كا حكم ديتے ہوئے فرمايا ہے:

اور جب وہ (عورتيں) اپنی عدت كو پہنچ جائيں يا تو انہيں اچھے طريقہ سے روك لو يا پھر اچھے طريقہ سے چھوڑ دو، اور اپنے ميں عدل و انصاف والوں كوگواہ بناؤ الطلاق (2).

جمہور فقہاء كرام كے ہاں يہاں حكم مندوب اور مستحب كے معنی ميں ہے.

مزید تفصیل کے لیے آپ سوال نمبر (11798) کے جواب مطالعہ کریں.

ابو داود رحمہ اللہ نے سنن ابو داود میں عمران بن حصین سے مروی ہے کہ:

" عمران بن حصین سے ایسے شخص کے بارہ میں دریافت کیا گیا جس نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی اور پھر اس نے اپنی بیوی سے ہم بستری بھی کر لی لیکن اس نے طلاق اور رجوع کرنے پر کوئی گواہ نہیں بنائے تھے.

تو عمران بن حصین رضی اللہ تعالی عنہ نےفرمایا:

" تو نے طلاق بھی سنت طریقہ کے بغیر دی اور رجوع بھی سنت کے طریقہ کےبغیر کیا، تم طلاق پر بھی گواہ بناؤ اور رجوع کرنے پر بھی گواہ بناؤ، اور آئندہ ایسا مت کرنا "

سنن ابو داود حدیث نمبر (2188) علامہ البانی رحمہ اللہ نےصحیح ابو داود میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

اور اسے گواہ بنانے کے مستحب ہونے پر بھی محول کیا جائیگا.

عمران بن حصین رضی اللہ تعالی عنہ کا قول: " اسے طلاق دینے اور اس سے رجوع کرنے پر گواہ بناؤ اور آئندہ ایسا مت کرنا "

اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ طلاق دینے اور رجوع کر لینے کے کچھ عرصہ بعد بھی گواہ بنائے جا سکتے ہیں، اسی لیے انہوں نےاس شخص کوحکم دیا کہ وہ اس پر گواہ بنائے حالانکہ یہ دونوں کام یعنی طلاق اور رجوع تو پہلے ہی ہو چکے تھے.

شیخ عبد المحسن عباد حفظہ اللہ کہتے ہیں:

" یہ اس کی دلیل ہے کہ گواہ بنانے کا تدارك کیا جا سکتا ہے طلاق اور رجوع کے وقت ہی گواہ بنانا لازم نہیں، بلکہ طلاق دینے کے بعد بھی گواہ بنائے جا سکتے ہیں، اور پھر رجوع کر لینے کے بعد گواہ بنانا صحیح ہے.

اور جماع و ہم بستری کرنے سے بھی رجوع ہو سکتا ہے کیونکہ دوران عدت آدمی کا اپنی مطلقہ بیوی سے ہم بستری کرنا اس سے رجوع کہلاتا ہے، اور رجوع الفاظ کے ساتھ بھی ہو سکتا ہے، لیکن گواہ بنانا مطلوب ہے کہ اس پر گواہ بنائے جائیں تا کہ رجوع کرنے سے طلاق ختم ہونے کا علم ہو جائے، اور اسی طرح طلاق میں بھی " انتہی

ماخوذ از: شرح سنن ابو داود.

حاصل یہ ہوا کہ: شدید غصہ کی حالت میں آپ کی طلاق واقع نہیں ہوئی، اور ایك ہی بار تین طلاق دینے سے ایك

طلاق واقع ہوگی، اور طلاق کے لیے گواہ بنانا شرط نہیں اور نہ ہی رجوع میں گواہ بنانا شرط ہے.

اس کے ساتھ ہم آپ کو نصیحت کرتے ہیں کہ آپ طلاق کے الفاظ ادا کرنے سے بالکل اجتناب اور احتراز کریں.

واللہ اعلم .